اور اُنہیں دو حصے کیا۔ ۱۳۔ اور اس نے ایلیا کی چادر کو بھی جو اوپر سے گر پڑی تھی اُٹھا لیا اور اُلٹا پھر اردن
کے کنارے پر کھڑا ہوا۔ ۱۴۔ اور وہاں اس نے ایلیا کی چادر کو جو اس پر سے گر پڑی تھی لیکے پانی پر مارا اور کہا کہ
ایلیا کا خدا کہاں ہے، اور اس نے بھی اس چادر کو جب پانی پر مارا تو پانی اِدھر اُدھر ہو گیا اور الیسع پار ہوا۔

ناظرین سمجھ چکے ہونگے کہ جناب مرزا صاحب نے قصہ ایلیا کو جو دلیل اپنے مدعا کی یعنی نزول مسیح بن مریم
بمعنے ظہور مثیل یعنے مرزا صاحب بنایا ہے۔ پہلا ٹکڑا اسکا مفرد لیکے پڑا۔ اور دوسرا ٹکڑا نظیر کامل نہ بن سکا
یہ عادت آپ کی فقط قصہ ایلیا میں ہی نہیں بلکہ ہر جگہ نقل اور استشہاد میں ایسا ہی کرتے ہیں
ابن عباسؓ کی تفسیر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر لے لیا باقی کو چھوڑ کر یہ غل مچا دیا کہ ہمارے دعویٰ کی شہادت ابن عباس
کی تفسیر رہی ہے۔ مرزا صاحب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۶ تک سورہ قدر اور سورہ بینہ اور سورہ زلزال کی
تفسیر لکھتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے کہ سنۃ اللہ اسیطرح پر جاری ہے، کہ خدا تعالیٰ کا کلام لیلۃ القدر ہی میں نازل ہوتا ہے
اور اسکا نبی لیلۃ القدر ہی میں دنیا میں نزول فرماتا ہے۔ پھر بعد اس سورۃ کے خدا تعالیٰ نے سورۃ البینہ میں
بطور نظیر کے بیان کیا کہ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ
یعنی جن سخت بلاؤں میں اہل کتاب اور مشرکین مبتلا تھے اُن سے نجات پانے کی کوئی سبیل نہ تھی بجز اسکے کہ خدا تعالیٰ
نے آپ پیدا کر دی کہ وہ زبردست رسول صلے اللہ علیہ وسلم بھیجا جسکے ساتھ زبردست تحریک دینے والے ملائک نازل
کئے تھے پھر بعد اسکے آنیوالے زمانہ کیلئے خدا تعالیٰ سورۃ الزلزال میں بشارت دیتا ہے اور اِذَا زُلْزِلَتِ کے
لفظ سے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب تم یہ نشانیاں دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ لیلۃ القدر اپنے تمام زور کے ساتھ
پھر ظاہر ہوئی ہے اور کوئی ربانی مصلح خدا تعالیٰ کی طرف سے معہ ہدایت پھیلانیوالے فرشتوں کے نازل ہو گیا ہے جیسا کہ
فرماتا ہے اِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ
أَخْبَارَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
خَيْرًا يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ یعنی اُن دنوں کا جب آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ کیطرف سے کوئی عظیم الشان
مصلح آئیگا اور فرشتے نازل ہونگے یہ نشان ہے کہ زمین جہانتک اسکا ہلانا ممکن ہے ہلائی جائیگی یعنی
طبیعتوں اور دلوں اور دماغوں کو غایت درجہ تک جنبش دی جائیگی اور خیالات عقلی اور فکری اور سبعی
اور بہیمی پورے پورے جوش کیساتھ حرکت میں آجائینگے اور زمین اپنے تمام بوجھوں کو باہر نکال دیگی یعنی انسان کے
دل اپنی تمام استعدادات خفیہ کو منصہ ظہور لائینگے اور جو کچھ انکے اندر علوم و فنون کا ذخیرہ ہے یا جو کچھ عمدہ عمدہ

Marfat.com

دلی و دماغی طاقتیں و لیاقتیں اُن میں مخفی ہیں سب کی سب ظاہر ہو جائینگی اور فرشتے جو اس لیلۃ القدر میں مرد مصلح کے ساتھ آسمان سے اُتریںگے ہر ایک شخص پر اسکی استعداد کے موافق خارق عادت اتر ڈالینگے یعنی نیک لوگ اپنے نیک خیال میں ترقی کرینگے اور بُرے بُرے خیالوں میں۔ اور مرد عارف متحیر ہو کر اپنے دل میں کہیگا کہ یہ عقلی اور فکری طاقتیں ان لوگوں کو کہاں سے ملیں۔ تب اُس روز ہر ایک استعداد انسانی بزبان حال باتیں کریگی کہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقتیں میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک وحی ہے جو ہر ایک استعداد پر بحسب اسکی حالت کے اُتر رہی ہے اور یہ ظہور و بروز کا دائرہ پورا ہو جائیگا تب خدا تعالیٰ کے فرشتے اُن تمام راستبازوں کو ایک گروہ کی طرح اکٹھا کر دینگے اور دنیا پرستوں کا بھی کھلا کھلا ایک گروہ نظر آئیگا تاکہ ہر ایک گروہ اپنی کوششوں کے ثمرات کو دیکھ لے۔ تب آخر ہو جائیگی۔ یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے، جسکی بنا ابھی ڈالی گئی ہے جسکی تکمیل کے لئے سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو بھیجا ہے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا انت اشد مناسبۃ بعیسے بن مریم واشبہ الناس بہ خَلقاً وخُلقاً ونمانًا۔ ہمارے علماء نے جو ظاہری طور پر اس سورۃ الزلزال کی یہ تفسیر کی ہے کہ درحقیقت زمین کو آخری دنوں میں سخت زلزلہ آئیگا کہ تمام زمین اس سے زیروزبر ہو جائیگی اور جو زمین کے اندر چیزیں ہیں وہ سب باہر آجائینگی اور انسان یعنی کافر لوگ زمین کو پوچھینگے کہ تجھے کیا ہوا تب اُس روز میں باتیں کریگی اور اپنا حال بتائے گی۔ یہ سراسر غلط تفسیر ہے انتہیٰ۔ ناظرین ذرہ اسکی تفتیش فرماویں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جن پر یہ کلام پاک اُترا اُسکو کس طرح پر بیان فرمایا اور حاضران مجلس نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے کیا سمجھا۔ ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ای تحرکت من اسفلها وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا یعنی القت ما فیها من الموتیٰ یعنی یہی کرہ ارض بعد نفخہ ثانیہ قیامت برپا ہونے کے دن ہلایا جائیگا اور اپنے بوجھوں کو یعنی مُردوں کو باہر نکالیگا۔ قرآن کریم کی آیت یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ اور ایسے ہی دوسری آیۃ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ اس پر جو ابن عباس رضؓ نے بیان فرمایا ہے شہادت دے رہی ہے۔ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ زمین اپنے کلیجہ کے ٹکڑوں کو پھینک دیگی جو مثل ستونوں کے سونے اور چاندی سے ہونگے۔ پھر قاتل آئیں کر دیکھیگا کہ اسکے لئے میں نے قتل کیا اور قاطع الرحم کہیگا اسکے لئے میں نے قطع رحمی کی اور سارق کہیگا اسکے لئے میرا ہاتھ کٹوایا ہے پھر اُسکو چھوڑ دینگے اور اس سے کچھ نہ لینگے۔ حدثنا واصل

Marfat.com

بن عبد الاعلی حدثنا محمد بن فضیل عن ابیه عن ابی حازم عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم
تلقی الارض فلاذ کبدھا امثال الاسطوان من الذھب والفضۃ فیجیئ القاتل فیقول فی ھذا قتلت
ویجیئ القاطع فیقول فی ھذا قطعت رحمی ویجیئ السارق فیقول فی ھذا قطعت یدای ثم
یدعونه فلا یأخذون منه شیئا (صحیح مسلم) وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ای استنکر امرھا
بعد ما کانت قارۃ ساکنۃ ثابتۃ وھو مستقر علی ظھرھا ای تقلبت الحال وصارت حرکۃ مضطربۃ
قد جاءھا من امر اللہ تعالیٰ ما قد اعدّ لھا من الزلزال الذی لامحید لھا عنه ثم القت ما فی
بطنھا من الاموات من الاولین والاٰخرین وحینئذ استنکر الناس امرھا وتبدل الارض والسموٰت
وبرزوا للہ واحد القھار۔ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا۔ ای تحدث بما عمل العاملون علی ظھرھا۔
یعنی قیامت کے دن زمین شہادت دیگی کہ میرے اوپر زندگی کی حالت میں فلانے نے یہ کام کیا فلانے نے یہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعد پڑھنے اس آیت کے یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا۔ کیا جانتے ہو تم کیا ہے اخبار
اس زمین کی صحابہ نے عرض کیا اللہ و رسول اعلم ہے۔ آپ نے فرمایا اخبار زمین کی یہ ہے جو شہادت دیگی ہر
غلام اور لونڈی پر (یعنی ہر مرد و عورت پر جو غلام اور لونڈی ہیں خدا تعالیٰ کی) متعلق اُن اعمال کے
جو انہوں نے اس طبقۂ زمین کی پشت پر کئے تھے کہیگی فلاں عمل فلاں دن۔ یہ ہیں اخبار
اسکے۔ قال الامام احمد حدثنا ابراھیم حدثنا ابن المبارک وقال الترمذی وابو عبد الرحمٰن
النسائی واللفظ له حدثنا سوید بن نصر اخبرنا عبد اللہ ھو ابن المبارک عن سعید بن ابی ایوب عن
یحیی بن ابی سلیمان عن سعید المقبری عن ابی ھریرۃ قال قرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ الاٰیۃ یَوْمَئِذٍ
تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا قال اتدرون ما اخبارھا قالوا اللہ ورسوله اعلم قال فان اخبارھا ان تشھد
علی کل عبد وامۃ بما عمل علی ظھرھا ان تقول عمل کذا وکذا یوم کذا وکذا فھذہ اخبارھا ثم قال الترمذی
ھذا حدیث حسن صحیح غریب وفی معجم الطبرانی من حدیث ابن لھیعۃ حدثنی الحرث بن یزید
سمع ربیعۃ الجدسی ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال تحفظوا من الارض فانھا امکم وانه
لیس من احد عامل علیھا خیرا او شرا الا وھی مخبرۃ۔ حاصل یہ ہے کہ زمین کا خیال رکھو اسلئے
وہ ماں تمہاری ہے اور بالتحقیق کوئی نہیں اسپر عمل اچھا یا برا کرتا مگر وہ زمین خبر دینے والی ہوگی بات
اَوْحٰی لَهَا۔ قال البخاری اوحی لھا واوحی الیھا ووحی لھا ووحی الیھا واحد وکذا قال ابن عباس

اوحٰی لھا ای اوحی الیھا وقال شبیب بن بشر عن عکرمۃ عن ابن عباسؓ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا قال قال لھا بھا قولی فقالت ابن عباسؓ آیۃ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زمین کو حکم کریگا پھر وہ باتیں کریگی۔ یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا۔ ای انواعا واصنافا مابین شقی وسعید ماموربہ الی الجنۃ وماموربہ الی النار لِیُرَوْا اَعْمَالَھُمْ ای لیسلموا ویجازوا بما عملوا فی الدنیا من خیر وشر ولھذا قال فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ یعنی سب لوگ موقف حساب سے قیامت کے دن لوٹینگے تاکہ جزا اپنے اپنے اعمال کی جو دنیا میں اُنہوں نے کئے تھے دکھائے جائیں اسی لئے فرمایا جو کوئی مقدار ایک ذرہ کا نیکی یا بدی کریگا دنیا میں دیکھ لیگا اسکو قیامت کے دن (تفسیر ابن کثیر و در منثور مع الاختصار) بعد اسکے بخاری اور مسلم اور مسند امام احمد اور ابن جریر کی احادیث متعلق اس آیت کے یعنی فَمَنْ یَّعْمَلْ الخ اس تفسیر میں مذکور ہیں وہاں سے دیکھ لیں۔ سب کا خلاصہ ترغیب ہے عمل نیک پر تاکہ یوم الحساب کام آئے۔

ناظرین پر ظاہر ہو چکا ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارض سے جو اس سورۃ میں مذکور ہے یہی کرۂ زمین مراد رکھا ہے اور اُسی زمین کا متکلم ہونا باذن رب احادیث صحیحہ میں بیان فرمایا ہے اور مراد زلزلہ سے بھی جنبش اس کرہ کی متکلم یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ اور سامع یعنی آنحضرتؐ کے نزدیک ہے جیسا کہ آیت اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ الخ میں بھی اس کا ذکر ہے۔ یہ وہ تفسیر ہے جس کو مرزا صاحب سراسر غلط قرار دے چکے ہیں۔ اب رہا انصاف ناظرین پر خواہ مرزا صاحب کی تصدیق اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب (العیاذ باللہ) اختیار کریں یا بالعکس جیسا کہ شایان اور واجب ہے ہر مومن کو۔ اب یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ مرزا صاحب نے اس تفسیر سے کیا فائدہ لینا چاہا ہے وہ میں عرض کر دیتا ہوں سورۂ قدر میں جو لیلۃ القدر ہے اُسکو حسب زعم اپنے کے قیامت تک امتداد دیا تا آپکا نزول بھی انبیاء کی طرح لیلۃ القدر میں متحقق ہو۔ مگر یہ دونوں فقرے یعنی لیلۃ القدر کا امتداد قیامت تک اور سر نبی کا ظہور لیلۃ القدر ہی میں ہوتا ہے۔ ان کے اپنے خانہ زاد اسرار میں سے ہے۔ پھر سورۃ البینۃ سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ سخت بلاؤں سے نجات پانے کی سبیل اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دی۔ وہ کیا! البینۃ خدا کے ہاں سے آگیا رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتْلُوْ صُحُفًا مُّطَھَّرَۃً فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ یعنی مرزا صاحب۔ بعد ازاں سورۂ زلزال سے ثابت کر دکھایا کہ سب کمالات مودعہ نوع انسانی کے ظہور میں آگئے۔ کسی کی حالت منتظرہ باقی

نہیں رہ گئی تو پھر نزول ملائکہ میں سرانجام دینے کے لئے اس امر مہتم بالشان کے بذریعہ بندہ مصلح جسکا نزول لیلۃ القدر ممتدہ میں ہو گیا ہے کیوں توقف ہو سرگز نہیں۔ بلکہ لیلۃ القدر میں رسول آگیا اور دورہ کمالات نوع انسانی بھی پورا ہو چکا۔ فقط اتنی ہی بات کہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ بتمامہ ظہور میں نہیں آئے مگر شروع ہی یعنی اہل سعادت اور نیک فطرت اس رسول نازل شدہ کے ساتھ ایمان لاکر ایک جماعت اکٹھی ہو رہی ہے اور اہل شقاوت اور بدطینت انکار میں آکر دوسرا گروہ حسب مضمون يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ بن رہا ہے جس کی شان میں جناب مرزا صاحب ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۰۔ اکی پہلی سطر کے ابتداء میں یوں لکھتے ہیں (اور جو شرارت اور شیطان کی ذریت تھے وہ اس تحریک سے خواب غفلت سے جاگ تو اٹھے الخ) آپ کو اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے بمعاوضہ اس فقرہ کے (شیطان کی ذریت) جزاء خیر عطا فرمائے۔

ناظرین کو سمجھنا چاہیئے کہ یہ تفسیر مرزا صاحب کی بطریق مشت نمونہ خروار ہے۔ باقی خود انصاف فرماویں کہ یہ تحریف ہے کتاب اللہ اور کتاب الرسول صلے اللہ علیہ وسلم کی یا بیان ہے بطون قرآن کا۔ پہلے بھی اہل باطن اسرار اور اشارات کو بیان فرماتے رہے ہیں۔ اقتباس الانوار کے صفحہ ۱۳۱ پر اسی سورۃ کی تفسیر ملاحظہ فرماویں۔ مگر ظاہر قرآن کریم سے انکار کرنیوالے کو ملحد قرار دیتے رہے ہیں۔ بیشک وجوہ الفہم لا تنحصر فیما فہموہ وعلم اللہ لا یتقید بما علموہ اسکے ہم بھی قائل ہیں۔ مگر قرآن کے ظہر اور بطن دونوں کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں نہ یہ کہ تفسیر ظہر قرآن کی سراسر غلط قرار دی جائے۔ (العیاذ باللہ) فی فتح البیان۔ یکون الضابط فی صحتہ ان لا یرفع ظاہر المعانی المنفہمۃ عن الالفاظ بالقوانین العربیۃ وان لا یخالف القواعد الشرعیۃ والایمان اعجاز القرآن الی ان قال والافہو بمعزل عن القبول۔ دوسری جگہ فتح البیان میں وکذلک اذا ثبت تفسیر ذلک من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فہو اقدم من کل شیء بل حجۃ متبعۃ لا یسوغ مخالفتہا لشیء آخر ثم تفاسیر علماء الصحابۃ المختصین برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ یبعد کل البعد ان یفسر احدہم کتاب اللہ ولم یسمع فی ذلک شیئا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی فرض عدم السماع فہو احد العرب الذین عرفوا من اللغۃ دقہا وجلہا۔ انتہی یعنی قبولیت معنی بطون قرآن کی شرط یہ ہے کہ مخالف ظاہر کی نہ ہو اور سب سے مقدم اور واجب القبول

تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے بعد آپ صلعم کے صحابہ کرام کی۔ بڑی تعجب کی بات ہے کہ سارے قرآن میں تفسیر ابن عباسؓ کی سراسر غلط ٹھہری۔ اور فقط مُتَوَفِّیکَ کے متعلق جو ممیتک ہے منظور ہوئی وہ بھی آدھی۔ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کے متعلق جو ابن عباسؓ سے باسناد صحیح تفسیر دُرِّ منثور میں مذکور ہے اور ایسا ہی بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ اور وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ الخ اور وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اور احادیث نزول جو ابن عباسؓ سے مروی ہیں۔ اور تفسیر سورۂ قدر اور سورۂ بینہ اور سورۂ زلزال بلکہ جن جن مقامات میں آپ متفرد ہیں یہ سب متروک۔ اسی وجہ سے کہ آپ کے مطلب کے برخلاف ہیں۔ اکثر اعتراضات جناب مرزا صاحب کے جو باستشہاد آیات عقیدہ اجماعیہ پر انہوں نے کئے تھے جواب انکا لکھ چکا ہوں۔ بقیہ اعتراضات بہ نسبت انکے بہت ہی لغو ہیں۔ ناظرین ادنیٰ توجہ سے دھوکا انکا سمجھ لیں گے۔ لہٰذا اسی قدر پر اکتفا مناسب سمجھکر اختتام ایک دو بات ضروری پر کیا جاتا ہے۔ ایک تو بہ نسبت احادیث نزول اور خروج دجال کے جو مرزا صاحب نے منجملہ مکاشفات اجمالیہ کے ٹھہراکر واجب التاویل قرار دی ہیں۔ کہتا ہوں کہ اس کی تحقیق دوسری جگہ ملاحظہ فرمالیویں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ احادیث نزول اور خروج دجال مکاشفات تفصیلیہ میں سے ہیں جیسا کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے مکاشفات تفصیلیہ میں آنحضرت صلعم نے جس جس شخص کو بقید نام جس طرح فرمایا ہے۔ اُسی طرح ظہور میں آیا سرِ مُو بھی تفاوت نہیں ہُوا۔ پیشینگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امر کی وضاحت کے متعلق دوسرے مقام پر دیدیں۔ اس دھوکا میں بھی ایک رکن ایمان کا بلکہ سارا ایمان زائل ہوتا ہے اور احادیث نزول اور خروج کو مکاشفات اجمالی پر درنگ دیکھنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیا کو بصورت جو گرداگرد مدینہ طیبہ (زادہا اللہ شرفاً) کے ہے بھی خیال نہ کرنا مکاشفا اجمالی تعبیر طلب ہوتا ہے بخلاف تفصیلی کے۔ اور تعبیر میں اگرچہ وقوع خطا ممکن ہے لیکن اس سے خطا نبی کی عصمت کو باطل کرتا ہے۔ بناءً علیٰ ہذا بالفرض اگر احادیث نزول اور خروج مکاشفہ تفصیلیہ سے بھی ہوں تو ساری عمر آپ کا باقی رہنا خطاء فی التعبیر پر (العیاذ باللہ) آپ کی عصمت میں فرق دوسرا یہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئیاں اور انکے ظہور کو زیر نظر رکھنا بہت کارآمد ہے کہ ابو مریم سے مثیل ان کا مراد لینے پر قصۂ ابلیس شاہد لایا جاوے کیونکہ اول تو وہ بباعث اختلاف روایات صحیح کے قابل اعتبار نہیں۔ دوسرا ہمکو آپ کی پیشینگوئیوں سے نظائر کاملہ آپ ہی کے

Marfat.com

کلام سمجھنے کے واسطے ازبس ضروری ہے اُمّ حرام جو ایک صحابیہ ہیں سے روایت کرتی ہے کہ [illegible]
قیلولہ سے بیدار ہوئے حالت تبسم میں۔ میں نے عرض کی کہ باعث تبسم کیا ہے فرمایا میری
ہوں اپنی اُمت کے ایک گروہ سے جو بادشاہوں کی طرح تختوں پر سوار ہونگے میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے
لئے خدا سے دُعا مانگیں کہ مجھکو بھی اُن میں سے کرے۔ آپ نے فرمایا تو اُنہی میں سے ہے (بخاری عن انس بن مالک)
اِس پیشینگوئی کا ظہور امیر المؤمنین عثمانؓ کے عہد میں وقت فتح ہونے جزیرہ قبرس کے واقع ہوا اُن ایام
میں اُمّ حرام عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔ اُمّ حرام کہتی ہیں کہ میں نے سُنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے
فرماتے تھے میری اُمت میں سے ایک لشکر غزوہ دریا کا کرینگے اور اُن سے عمل جنت کا واجب کر لیا ہوگا
ہوگا اُمّ حرام کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی میں بھی اُن میں سے ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تو اُن میں سے ہے۔
بعدہٗ آپ نے فرمایا میری اُمت میں سے ایک لشکر غزوہ قیصر کے شہر کا کرینگے اور اُنکو مغفرت کیجائیگی میں نے عرض
کی میں ان میں سے ہوں یا رسول اللہ فرمایا آپ نے نہ (بخاری عن عمیر بن الاسود العنسی) حضرت عثمانؓ
کے حق میں آپ نے فرمایا افتح لہ یعنی اُس کے لئے دروازہ کھول دے اور اُس کو جنت کی بشارت دے ایک
مصیبت پر جو اُسکو پہنچے گی (بخاری و مسلم) ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کو پھر
حضرت عثمانؓ کے حق میں فرمایا کہ یہ اُس فتنہ میں بحالت مظلومی قتل کیا جائیگا۔ (ترمذی) آپ نے
حضرت عثمان کو فرمایا کہ تو سورۂ کے پڑھتے ہوئے قتل کیا جائیگا اور تیرے خون کا قطرہ اس آیہ پر
پڑیگا۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (حاکم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کے ساتھ بحالت
تنہائی ایام مرض شریف میں گفتگو فرمائی۔ حضرت عثمانؓ کا چہرہ متغیر ہوا۔ (ابن ماجہ) علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے
ہیں کہ میرے ساتھ عہد کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ وفات پائیگا تو جب تک امیر نہ کیا جائیگا۔
اور پھر رنگین کی جائیگی یہ یعنی ریش اسکے خون سے یعنے سر کے۔ (احمد) آپ نے اُمہات المؤمنین میں سے ایک کے شان
میں فرمایا کیف احدا کن اذا نبحت علیها کلاب الحوأب یعنی کس طرح پر حال ایک کا تمہارے میں
سے جب آواز کرینگے اسپر کُتے پانی بنی عامر کے جسکا نام حوأب ہے۔ (ابوبکر۔ وابو یعلیٰ و احمد و غیرہم) اور یہ
لفظ ابو یعلیٰ کا ہے۔ حضرت عائشہ کو جب حوأب کے کُتوں کی آواز آئی تو پوچھا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا یہ
پانی ہے بنی عامر کا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ لوٹاؤ مجھکو سُنا میں نے رسول خدا صلعم سے
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ قائم ہوگی قیامت جبتک نہ لڑینگے دو گروہ بھاری جنکے مابین قتل عظیم واقع ہوگا اور

Marfat.com

دونوں کا ایک ہی ہوگا (بخاری و مسلم) ابوہریرہؓ یہ اشارہ ہے واقعہ صفین کی طرف اور (دعویٰ) انکا ایک ہی ہوگا اشارہ ہے اسکی طرف کہ اہل شام نے قرآن کو اٹھا کر کہا تھا کہ تمہارے اور ہمارے درمیان میں یہ قرآن ہے حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا تھا یہ قرآن صامت یعنی خاموش اور میں قرآن بولنے والا ہوں۔ ایسا ہی آپ نے واقعہ نہروان سے خبر دی اور وہ حدیث متواترہ ہے اور علیؓ اس واقعہ میں بروقت معائنہ پیشینگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعینہٖ بغیر تفاوت سرِ مو کے فرماتے تھے صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (احمد عن عبیداللہ بن عیاض بن عمرو القاری) یہ وہ واقعہ ہے جس میں آپ نے وقت بیان پیشینگوئی کے علامت اسکی ایک سیاہ کا ہونا ناقص ہاتھ والا جس کے ہاتھ میں کالے بال ہونگے ذکر کی۔ علیٰ ہذا القیاس آپ نے امام حسنؓ سے اور ایسا ہی مقتول ہونے امام حسینؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور واقعہ حرّہ سے اور خروج عبداللہ بن زبیر سے اور خروج بنی مروان سے اور خلافت عباسیہ سے خبر دی۔ حذیفہ کہتا ہے کہ قسم کھاتا ہوں ساتھ اللہ جلشانہٗ کے کہ نہیں چھوڑا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کسیکو مفاسد کے پیشواؤں سے دنیا کے تمام ہونے تک اور پہنچتا ہے عدد انکا جو ساتھ اسکے ہونگے تین سو سے زائد کو مگر یہ خبر دی ہمکو اسکے نام اور اسکے باپ کے نام اور اسکے قبیلہ کے نام سے (ابوداؤد) اور خبر دی آپ نے ترکوں کی بادشاہی سے (طبرانی و ابونعیم۔ ابن مسعود) اور ہلاکو خان کے واقعہ سے خبر فرمائی (خصائص) اور فرمایا آپ نے سراقہ بن مالک کو جو ایک اعرابی تھا اسکے دونوں بازوؤں کو ملاحظہ فرما کر گویا دیکھ رہا ہوں میں جو تو نے کنگن کسریٰ کے اور کمربند اسکا اور تاج اسکا پہنے ہیں امیرالمؤمنین عمرؓ کی خلافت میں ایسا ہی وقوع میں آیا (ازالۃ الخفا)۔ آپ نے مدینہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر فرمایا۔ ھل ترون ما اری مواقع الفتن خلال بیوتکم کمواقع القطر کیا تم دیکھتے ہو جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں۔ محل وقوع فتنوں کے تمہارے گھروں کے درمیان مثل محل گرنے قطرات کے (بخاری! اسامہ بن زید) اور فرمایا آپ نے ایک یہودی کو بنی ابی الحقیق میں سے کیسا حال ہوگا تیرا جس وقت نکالا جائیگا تو خیبر سے اور اونٹنی تیری بھگائے جائیگی تجھکو راتوں پے در پے آنبوالیوں میں امیرالمؤمنین عمرؓ نے اسی پیشینگوئی کے صدق پر اسکو خیبر سے خارج کیا۔ اس نے عذر کیا کہ ابوالقاسم نے ہمکو خیبر میں قائم رکھا اور آپ ہمکو نکالتے ہیں عمرؓ نے آپکے فرمان کو بیان فرمایا کہ میں نہیں بھولا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو جو اور کہا تھا اسکو آپ نے ہنسی کے طور پر کہدیا تھا۔ عمرؓ نے غصہ میں آکر فرمایا کن بتیا عدو اللہ

Marfat.com

یعنی جھوٹ کہا ہے تو نے اے دشمن اللہ کے مناظرین اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ آنحضرتؐ ایسے ہی اور کئی
پیشینگوئیوں کو ظاہری معنوں پر حمل فرماتے تھے اور بے وجہ تاویل اُن یہودی کی طرح مورد غضب خدا کے ہوئے
طرح پر اور بہتیری پیشینگوئیاں آپ کی ہیں۔ جو بلا تخالف اور بلا تاویل ظہور میں آئیں۔ اور دیکھنے والے
فرمانے سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ ناظرین پر ظاہر ہے کہ ان پیشینگوئیوں میں اُمّ حرامؓ اور عثمانؓ اور حسینؓ
وغیرہ وغیرہ جو بقید اسامی مذکور ہیں کوئی تاویل طلب نہیں۔ گو کہ بعض فقرات ماسوائے اسماء کے جا
استعارہ ہیں اور ارادہ معنی حقیقی وہاں پر متعذر ہے تعبیر طلب ہیں۔ وقوع تاویل بعض فقرات
کلام میں موجب تاویل کا سب کلمات میں نہیں ہو سکتا بلکہ بناء اسکی تعذر ارادہ حقیقت پر ہے
الغرض پیشینگوئیاں مذکورہ اور سب پیشینگوئیں جنکو مرزا صاحب معنی تاویلی پر شاہد لائے ہیں کوئی انمیں
سے شہادت اسکی نہیں دیتی کہ اسامی مذکورہ فی الاحادیث میں تاویل بہ مثیل واقع ہے۔ بلکہ مراد آپ کی وہی
اشخاص ہیں جنکے نام ذکر کئے گئے اور بروقت ظہور پیشینگوئی کے بھی اُنہیں کا حال ظاہر ہوا۔ خلافت
عثمانیہ اگرچہ عالم مثال میں برنگ قمیص نظر آئی مگر عثمانؓ وہی عثمان ہیں نہ کوئی اور مثیل اُنکا۔ نہایت
ہی افسوس ہے کہ مجدد وقت ازالہ اوہام میں (جسکو ازادہ اوہام کہنا مناسب ہے) لکھتے ہیں کہ جب جالیس ہاتھ
فٹ کی بلندی پر ایسی ہوا ہے کہ اس میں انسان زندہ نہیں رہ سکتا تو حضرت عیسےٰؑ کیونکر اُٹھائے گئے
اور اُتارے جائینگے۔ متعجب ہوں کہ وہ قادر قوی جس نے نصوص میں اپنی قدرت شاملہ سے خبر دی ہے اور کتنے
ہی امور کا وقوع جن تک ہمارے عقل ناقص کی رسائی ناممکن ہے بیان فرمائی آیا وہ بھی دفع ایذا ہوائی
پر قدرت نہیں رکھتا! اصحاب کہف کو کس طرح پر تین سو نو سال تک سلایا اور قیامت تک اسی طرح رہینگے
بائبل کو ملاحظہ فرمائیے۔ نوح علیہ السلام کی کشتی ستر ہزار فٹ کی بلندی سے بھی زیادہ اونچائی پر تھی۔ جس
میں انواع حیوانات موجود تھے۔ وہ سب کس طرح زندہ رہے۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۲۱ سے ۲۲۹ تک
یہ بیان فرمایا ہے کہ اعداد آیت وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقَادِرُوْنَ کے ۱۲۷۴ ہوتے ہیں۔ اور یہی زمانہ
فی الحقیقت ضعف اسلام اور خروج دجال کا بھی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب وہ زمانہ آئے گا تو
قرآن زمین پر سے اُٹھا لیا جائیگا چنانچہ اس زمانہ سے قرآن اُٹھایا گیا۔ اب میں اُن حدیثوں کے مطابق جن
کہ ایک مرد فارسی الاصل دوبارہ قرآن کو زمین پر لانیوالا ہوگا میں قرآن کو لے آیا ہوں۔ آپ بجائے فرحت
مگر پہلے یہ تو فرمائیے کہ آیات کو آپ مُبیّن مراد باعداد جفری ٹھہراتے ہیں یا بوضع لغت عرب

ظاہر ہے اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ دال ہے اس پر کہ دلالت وضعیہ معتبر ہے بیان مراد شارع میں نہ اعداد جفری۔ ہر ایک شخص ادنیٰ تامل سے سمجھ سکتا ہے کہ مثلاً آیہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ دلالت ظہور فساد پر جنگل اور دریا میں بحسب اعداد اس آیہ کے نہیں کرتی۔ کیونکہ اعداد اسکے مطابق حساب جمل ۱۸۴۶ ہیں۔ تو چاہیئے کہ قبل از ۱۸۴۶ کے ظہور فساد نہ ہوا ہو۔ ایسا ہی اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ من حیث الاعداد فرضیت نماز پر دلالت نہیں کرتی بایں معنے کہ فرضیت نماز کی ۷۰۹ سال میں جو عدد ہیں اس آیہ کے وقوع میں آئے اور قبل اسکے نماز فرض نہ ہو۔ علاوہ اسکے اعداد کی تمیز میں بھی کوئی برسوں کا ہونا ضروری نہیں یعنی اس پر کوئی دلیل نہیں کہ ۱۸۴۶ سال ہی ہوں نہ کوئی اور چیز۔ ایسا ہی تقرر تاریخ ہجری کا منصوصی نہیں۔ اور جس آیہ کو مرزا صاحب نے ذکر فرمایا ہے یعنی وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقَادِرُوْنَ معنے اسکا ماقبل اور مابعد کے ملاحظہ سے بخوبی ناظرین پر ظاہر ہو جائیگا۔ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقَادِرُوْنَ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَّكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝

ترجمہ۔ ہم نے آسمان سے پانی موافق اندازہ کے اُتارا اور ہم اسکے دور کر دینے پر قادر ہیں۔ پھر ہم نے پانی سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے۔ اُن باغوں میں بہت میوے ہیں جن کو تم کھاتے ہو۔"

قرآن مجید کا تو آیت میں ذکر ہی نہیں پانی مذکور ہے جس کی طرف دونوں ضمیریں راجع ہیں۔ بطونی طور پر اگر مراد ماء سے قرآن کریم بھی لیا جاوے تو پھر بھی اُٹھایا جانا اسکا آسمان کی طرف ۱۲۷۴ھ ہجری میں جب ثابت ہوگا کہ تمیز اعداد کی بالخصوص سال ہی لیوینگے اور لَقَادِرُوْنَ سے جس کا معنے فقط قدرت رکھنے کا ہے معنے یہ لیوں کہ سنہ مذکورہ میں بالفعل متحقق کرنیوالے ہیں۔ یہ دونوں امر بلا دلیل تسلیم نہیں کئے جاتے۔ بالفرض اگر اُٹھایا جانا قرآن کریم کا آیہ مذکورہ سے مانا جائے تو پھر دوبارہ لانا اسکا زمین پر کسی آیہ سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ پھر مرزا صاحب کو الزامی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کا اُٹھایا جانا آسمان کی طرف مسیح کی طرح قرآن سے ثابت ہو گیا۔ بعد اُسکے اُترنا اس کا بتلیں فقط حدیث سے جو ظنی ہونے اُسکے ثابت نہیں ہو سکتا۔ جب احادیث متواترہ نے بقول آپ کے کام نہ دیا تو ایک حدیث کس طرح آسمان پر چڑھے ہوئے قرآن کو اُتار سکتی ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ حدیث بھی کس طرح آپکے مدعا پر شاہد نہیں ہو سکتی کیونکہ حدیث لو کان الایمان معلقاً

Marfat.com

عند الثریا لنالہ رجل من فارس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمائی تھی۔ تو مرطلب یہ ہوا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی ہوتا تو میرے اصحاب میں سے ایک شخص ایسا موجود ہے کہ اس کی طلب وہاں تک کرتا۔ تو وہ شخص سلمان فارسیؓ ہیں جنکی سوانحعمری دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشک وہ ایسے ہی شخص تھے جنہوں نے ابتدا جوانی سے پیری تک دین حق کی تلاش میں عمر عزیز کو صرف کیا آخر الامر بعد مشرف باسلام ہونے اُنکے آپ نے فرمایا اسلام اور دین حق کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجدیا اگر آسمان پر بھی ہوتا تو یہ مرد فارسی الاصل کی تلاش ایسی ہے کہ ضرور کامیاب ہوتا مرزا صاحب اپنی زندگی میں ہی قرآن کریم کا اُٹھایا جانا آسمان کی طرف فرماتے ہیں حالانکہ ازالہ کے صفحہ ۴۴۲ پر یہ حدیث منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہونگے۔ دجال کو قتل کرینگے اور چالیس سال تک قیام کرینگے۔ کتاب اللہ اور میری سنت پر عمل کرینگے پھر موت پائیں گے مسلمان حضرت عیسےٰ کی جگہ ایک شخص کو قبیلہ بنی تمیم سے جسکا نام مقفّعد ہوگا خلیفہ بنائینگے۔ جب وہ بھی مرجائیگا تو اسکی وفات کے بعد بیس سال پورے نہ ہوئے ہونگے کہ لوگوں کے سینوں میں سے قرآن اُٹھایا جائیگا۔ رواہ ابو الشیخ عن ابی ہریرۃ مرفوعا اس حدیث سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں۔

اَحَادِیث خروج دجّال

عن المغیرۃ بن شعبۃ قال ما سال احد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الدجال اکثر مما سألتہ وانہ قال لی ما یضرک۔ قلت انہم یقولون ان معہ جبل خبز ونہر ماء قال ھو اھون علی اللہ من ذٰلک (بخاری مسلم) ترجمہ۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ کسی نے دجال کے بارہ میں مجھ سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہیں کیا۔ اور آپ نے مجھ کو فرمایا تجھ ضرر نہ دیگا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ لوگ کہتے ہیں اُسکے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی فرمایا آپ نے وہ خدا کے ہاں حقیر تر ہے اس سے یعنی وہ خدا کے ہاں اتنی رفعت اور منزلت نہیں رکھتا جو اُسکے پاس فی الواقع روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر موجود ہو۔ بلکہ یہ چیزیں محض خیال ناظرین میں دکھلائی دینگی۔ اس میں امتحان اور ابتلا ہوگا۔ مومن اپنے ایمان پر ثابت رہیگا اور کافر لغزش کھائیگا یہ معنے نہیں کہ اسکے پاس یہ چیزیں نہ ہوں گی۔ (ملا علی قاری) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے

Marfat.com

کہ ذکر دجال کا چرچا صحابہ میں بہت تھا جیسا کہ اغلم یقولون سے معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے دجال کا ایک شخص معین ہونا۔ نہ یہ کہ کسی جماعت کا نام ہو۔ ورنہ آپ باوجود کثرت سوال مغیرہؓ کے جس سے مقصود اسکا غایت توضیح ہے اس امر کی تشریح سے اعراض نہ فرماتے۔ عن عبداللہ بن عمرؓ ان عمر بن الخطاب انطلق مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ کرام کے ساتھ جس میں عمر بن الخطاب بھی تھے ابن صیاد کی طرف تشریف لے گئے۔ وہ اُس وقت بنی مغالہ کے محلوں کے پاس لڑکوں میں کھیل رہا تھا اور اُن ایام میں بلوغت کے قریب تھا۔ اُس کھیل کی حالت میں آپ کے تشریف لیجانے سے غافل تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اُس کی پیٹھ پر مارا۔ اور فرمایا۔ کیا تو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اُس نے دیکھ کر کہا۔ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ آپ امیین کے رسول ہیں (یعنی عرب کے) پھر ابن صیاد نے کہا۔ کیا تم شہادت میری رسالت پر دیتے ہو۔ پھر آپ نے اُس سے قطع کلام کیا۔ اور فرمایا آمنت باللہ وبرسولہ۔ پھر ابن صیاد سے پوچھا کیا معلوم ہوتا ہے تجھ کو اُس نے کہا کہ مجھ کو خبر دینے والا کبھی سچ بولتا ہے کبھی جھوٹ۔ آپ نے فرمایا تجھ پر سچ اور جھوٹ مل گیا ہے۔ فرمایا آپ نے میں نے تمہارے لئے کچھ چیز پوشیدہ کر رکھی ہے۔ آپ نے یہ آیت چھپا رکھی تھی یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ۔ اُس نے کہا دُخ ہے۔ آپ نے فرمایا اِخْسَأْ دور ہو تو (یہ کلمہ عرب زجر اور کسی کو ڈانٹنے کے وقت بولتے ہیں) ہرگز نہ بڑھیگا تو اپنے قدر سے۔ عمرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ مجھ کو اذن اسکی گردن مارنے کا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ لڑکا اگر وہ ہے تو تو اسپر مسلط نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ نہیں تو اسکے قتل میں تجھکو کچھ فائدہ نہیں۔ راوی حدیث کا ابن عمرؓ کہتا ہے پھر اسکے تشریف لیگئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعب انصاری باغ خرما میں جس میں ابن صیاد تھا۔ آپ خرما کے درخت کے پیچھے چھپتے تھے اور چاہتے تھے کہ ابن صیاد سے کچھ سُنیں قبل اسکے کہ وہ آپ کو دیکھے اور وہ اپنے بستر پر کپڑے میں لیٹا ہوا تھا اور خفی سی آواز کر رہا تھا۔ ابن صیاد کی والدہ نے آپ کو خرما کے درخت کے پیچھے چھپے ہوئے دیکھ لیا۔ اور ابن صیاد کو کہا کہ اے صاف (یہ اُس کا نام تھا) محمد ہیں۔ پھر رک گیا ابن صیاد یعنی اپنی گن گناہٹ سے۔ آپ نے فرمایا کاش کہ! اگر چھوڑ دیتی تو اس کو کچھ بیان کرتا۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں کھڑے ہو کر باری تعالیٰ

کی ثنا کہی پھر ذکر کیا دجال کو اور فرمایا سب انبیاء نے اپنی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو خوف دلایا۔ ولکن میں تمکو اسکے بارہ میں ایسی بات کہونگا جو کسی نبی نے نہیں کی۔ جان لو کہ وہ دجّال کانا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے منزّہ ہے (بخاری۔ مسلم)

جاننا چاہیئے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض علامات دجّال کے جن کا آپ کو علم تھا اصحاب کرام کے سامنے بیان فرمائیں۔ جو منطبق ہوتی تھیں ابن صیاد پر یعنی آپ نے فرمایا تھا۔ کہ دجال کے ماں باپ کے گھر تیس برس تک اولاد نہ ہوگی۔ بعدازاں ایک لڑکا کانا ہوگا۔ اس کا باپ قد کا لمبا۔ خشک گوشت ہوگا۔ چونچ جیسی اسکی ناک ہوگی۔ اسکی والدہ موٹی چوڑی لمبی ہوگی (رواہ فی شرح السنتہ) ابوبکرہ صحابی کہتے ہیں۔ ہم نے سُنا کہ مدینہ کے یہود میں ایسا ہی لڑکا پیدا ہوا ہے۔ میں اور زبیر بن العوام مِل کر گئے۔ سب علامات اس میں اور اس کی والدہ میں ویسی ہی پائیں جیسی کہ آپ نے فرمائی تھیں۔ یہ حُلیہ دجال جس سے آپ نے پہلے خبر دی تھی جب صحابہ نے ابن صیاد پر بمعہ والدین اُس کے منطبق پایا۔ تو یقین کر لیا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ اس لئے عمرؓ نے اُس کے قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ مگر آپ نے اجازت نہ دی۔ اور فرمایا ان یکن ھو فلست صاحبہ و انما صاحبہ عیسٰے بن مریم والا یکن ھو فلیس لک ان تقتل رجلا من اھل العھد۔ یعنی اگر یہ دجال ہے۔ تب تو تُو اس کا قاتل نہیں بغیر عیسٰے ابن مریم کے قاتل اس کا اور کوئی نہیں۔ اور اگر یہ ابن صیاد دجال نہیں تو اہل ذمہ میں سے ایک شخص کا قتل کر دینا تم کو سزاوار نہیں۔

اس حدیث سے ایک تو دجال کا شخص معین ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تشریف لیجانا ابن صیاد کی طرف یہ دلیل ہے دجال کے شخص معین ہونے کی۔ اگر دجال عبارت قوم دغاباز وغیرہ سے ہوتا جیسا کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں تو آپ ابن صیاد کی طرف بخیال اسکے کہ شائد دجال ہو کیوں جاتے۔ دوسرا یہ بھی ظاہر ہوا۔ کہ دجال کا قاتل بغیر عیسٰے بن مریم کے اور کوئی نہیں۔ مرزا صاحب ابن صیاد کو دجال معہود ٹھہرا کر مدینہ منورہ (زادہا اللہ شرفاً) میں مار کر مدفون سمجھ رہے ہیں۔ جیسا کہ ازالہ میں اسی امر کو حضرت عمرؓ کے حلف بیان سے اور ابن عمر کے اس قول سے کہ ما اشك ان المسیح الدجال ابن صیاد ثابت کیا

Marfat.com

نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں کیونکہ مسیح کو دجال شخصی کا قاتل ہونا چاہیئے اور دجال باعتقاد مرزا صاحب تیرہ سو سال پہلے آپ یعنی مرزا صاحب سے فوت ہو چکا ہے تیسرا امن حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مراد قتل دجال سے یہی معنے ظاہری قتل کا ہے یعنی ظاہری سبب سے مار دینا نہ دلائل کے ذریعہ سے مغلوب کر لینا شاہد اسکا اذن طلبی ہے عمرؓ کی ابن صیاد کے قتل کے بارہ میں اور آپکا بیان کہ قاتل اسکا عیسےٰ بن مریم ہوگا تو اسکو قتل نہیں کر سکتا۔ اگر قتل سے مراد مزعوم مرزا صاحب ہوتا تو آپؐ یوں فرماتے کہ اے عمرؓ! دجال کو تو دلائل اور بینات سے ساکت کر لینا چاہیئے نہ یہ کہ اسکو جان سے مارا جائے۔

ناظرین سمجھ چکے ہونگے کہ بیان حلفی عمرؓ کا ابن صیاد کے دجال ہونے میں اور ایسا ہی عبداللہ بن عمر کا مقولہ کہ ما اشك الخ یعنی میں شک نہیں کرتا ہوں ابن صیاد کے دجال ہونے میں یہ دونوں اسی بنا پر تھے جو اوپر بیان کی گئی یعنی منطبق ہونا علامات مبینہ کا ابن صیاد پر۔ بعد ازاں جب ان کو اور علامات بھی بہ تعلیم ربانی بتلائے گئے مثلاً اس کا زمین مشرق وارض خراسان سے نکلنا۔ مکہ و مدینہ زادہما اللہ شرفاً میں داخل نہ ہو سکنا۔ ك۔ ف۔ ر۔ پیشانی پر لکھا ہوا ہونا اور مقتول ہونا اسکا مسیح ابن مریم کے ہاتھ سے تو عمرؓ اس پہلے عقیدہ سے باز آ گئے مرزا صاحب ازالہ میں بیان حلفی عمرؓ سے جسکی بنا انکے زعم پر بھی استدلال ابن صیاد ہی کے دجال ہونے پر پکڑتے ہیں تعجب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک فرمان کا یعنی وانما صاحبہ عیسےٰ بن مریم کا کچھ خیال نہیں فرماتے۔ ابن صیاد ہی کے دجال ہونے پر زور لگانا مرزا صاحب کا اسی لئے ہے کہ کوئی یہ سوال نہ کرے کہ قبل از ظہور مسیح بن مریم دجال کا وجود چاہیئے بتائیں وہ کہاں ہے۔ مگر خیال یہ نہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں اور مزعومی قول عمرؓ کو جس سے عمرؓ بھی بعد استماع قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باز آ گئے تھے محکم پکڑ لینا اور بحکم وانما صاحبہ عیسےٰ بن مریم کے مرے ہوئے دجال کو زندہ ماننا اور پھر اسکے لئے ان امور کا جائز رکھنا جو عیسیٰ بن مریم کیلئے ناجائز قرار دئے گئے تھے۔ یعنی اتنی مدت تک زندہ رہنا باوجود عدم تغیرات جسمانیہ کے یا اپنے مسیح موعود ہونے سے ہاتھ دھونا یہ اتنے بڑے مفاسد کس کو اٹھانے پڑے۔ عمرؓ کا ابن صیاد ہی کے دجال ہونے سے بعد بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باز آنا اس حدیث سے بھی ثابت ہے، جو ابن عباس سے مروی ہے قال خطب عمر بن الخطاب وکان من خطبتہ وانہ سیکون من بعدکم قوم یکذبون بالرجم وبالدجال وبالشفاعۃ ویعذب لقاء الخ حضرت عمرؓ کا خطبہ میں یہ فرمانا کہ تمہارے پیچھے پیدا ہوگا ایک گروہ جو رجم

Marfat.com

اور دجال اور شفاعت اور عذاب قبر کا منکر ہوگا۔ عہد خلافت اپنی میں اور احادیث دجال کی تصدیق
تاکید فرمانی دلیل ہے ابن صیاد کے دجال نہ ہونے پر (اخرجہ احمد) یہ بھی ایک پیشگوئی ہے عمرؓ کے
درباره پیدا ہونے معتزلہ اور نیچریہ اور مرزائیہ کے۔ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں حضرت عمرؓ
جس شے کی نسبت کہتے کہ میں اُسے ایسا خیال کرتا ہوں وہ ویسی ہی نکلتی قیس بن خارق کہتا ہے کہ
ہم آپس میں باتیں کیا کرتے کہ عمر کی زبان پر فرشتہ بول رہا ہے۔ ابن صیاد نے خود بھی ابو سعید
خدریؓ کو مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً کے راستہ میں انہیں دلائل اور علامات سے مغلوب کیا تھا یعنی ابو سعید
خدریؓ کو کہا۔ میں بڑا متعجب ہوں لوگوں سے جو مجھے دجال سمجھ رہے ہیں۔ کیا تمنے نہیں سنا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ دجال لاولد ہوگا اور میری اولاد ہے۔ اور دجال کافر ہوگا اور میں مسلم ہوں
اور دجال مکہ مدینہ میں داخل نہ ہوسکیگا اور میں اب مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ کو جاتا ہوں بعد
اسکے ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ مجھ سے کہنے لگا۔ قسمیہ کہتا ہوں کچھ شک نہیں اسمیں کہ میں جانتا ہوں
مولد یعنی محل پیدائش اُسکی کو اور مکان اُسکے کو۔ اور کہاں ہے وہ یعنی فلانی جگہ۔ اور اسکے ماں
باپ کو بھی جانتا ہوں۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس نے اشتباہ میں ڈال دیا (اخرج مسلم)
اور ایسا ہی جابر بن عبداللہؓ کو جب محمد بن منکدر نے کہا کہ تم حلفاً ابن صیاد کو دجال کیوں کہتے
ہو۔ تو جابر بن عبداللہ نے بجواب اُسکے کہا۔ میں نے سنا ہے عمرؓ کو حلف اُٹھاتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس اور آپ نے حلف سے اُسے روکا نہیں (بخاری مسلم) اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت جابرؓ کا حلفی طور
پر ابن صیاد کو دجال کہنے کی بنا حضرت عمرؓ کے حلف پر تھی۔ اور انکی حلف اپنے زعم پر کیونکہ قبل از
سننے سب علامات کے انکو بباعث انطباق اکثر علامات کے ابن صیاد پر پختہ یقین تھا۔ اور آپ کا عمرؓ
کو نہ روکنا حلف سے اسلئے ہوا کہ انہوں نے اپنے غالب ظن کے مطابق حلف اُٹھائی تھی۔
اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ باقی علامات میں سے اکثر کا وجود ابن صیاد میں بروقت دعویٰ الوہیت کے
محتمل تھا یعنی آپؐ اور صحابہؓ کو یہ احتمال بھی ہوا کہ شاید مثلاً ک۔ ف۔ ر۔ کا پیشانی پر ظاہر ہونا یا اسکے پاس روٹی کا
پہاڑ اور پانی کی نہر وغیرہ وغیرہ کا ہونا اُسوقت ہونگے جب اُس نے دعویٰ خدائی کا کیا۔ یہ احتمال اُسکے من
چونکہ باقی تھا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بھی اُسکے بارہ میں متردد رہے۔ الحاصل ابن صیاد
اور اسکے ماں باپ میں چونکہ وجود اکثر علامات کا مشاہدہ کیا گیا۔ اور جو موجود نہیں تھے اُنکا وجود بھی اُس

Marfat.com

حین حیات تک محتمل رہا۔ لہٰذا اُسکے بارہ میں متردّد رہے۔ قطع احتمال جب ہوا کہ وہ مرگیا۔ ناظرین! یہی ہے وجہ تردّد کی ابن صیاد کے بارہ میں۔ ازالہ اوہام کو اس مقام پر دیکھنے سے ہرگز دھوکا نہ کھانا اور احادیث صحیحہ کو اپنی نافہمی کے باعث سے غلط نہ کہنا۔ مرزا صاحب کو تو اپنا مطلب زیر نظر ہے تمکو آیات اور احادیث کے اُلٹ پلٹ کرنے سے بجز از نقصان کونسے فائدے کی اُمید ہے۔ اور یہ بھی آپ معلوم کرچکے ہونگے کہ دجال کے پاس روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر کا ہونا اور مردہ کو زندہ کرنا وغیرہ وغیرہ علامات یہ سب از قبیل تخیل اور امتحان خداوندی ہوں گے۔ نہ یہ کہ فی الواقع اور بغیر ابتلاء دجال موصوف بصفات مذکورہ ہونا کہ مشریک حق جلّشانہٗ کا سمجھا جائے۔ یہ امور محض امتحاناً بدبختوں کے خیال میں ایسے نظر آئینگے۔ مرزا صاحب نے انکو واقعی سمجھکر احادیث دجال کے معتقدین کو مشرک ٹھہرایا۔ اور اُردو خوانوں کم علموں کو ایسا دھوکا دیا کہ آیات اور احادیث صحیحہ کے منکر ہوگئے۔ کسی میں تحریف اور کسیکی تغلیط۔ وہ خواب جسکی تعبیر مرزا صاحب نے مولوی عبداللہ غزنوی مرحوم سے مُنید کی حالت میں استفسار فرمائی تھی (یعنی میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے جب دائیں طرف چلاتا ہوں ہزاروں مخالف اس سے قتل ہوجاتے ہیں۔ اور جب بائیں طرف چلاتا ہوں ہزاروں دشمن اس سے مارے جاتے ہیں۔) شائد اسکی تعبیر یہ نہ ہو کہ تلوار آپ کے ہاتھ میں مراد اس سے قوت درّاکہ جو تیز ہے جیسی تلوار کی دھار تیز ہوتی ہے۔ دائیں جانب آیات قرآنیہ اور بائیں جانب احادیث صحیحہ۔ قوت درّاکہ کی تیغ جب آیات کی طرف چلتی ہے ہزاروں مضمون جو مراد شارع تھی قتل کئے جاتے ہیں۔ اور جب بائیں طرف چلتی ہے تو ہزاروں مضامین احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مارے جاتے ہیں۔ تعجب ہے کہ مرزا صاحب بمقابلہ آیات اور احادیث صحیحہ کے جن سے آپکا مسیح موعود نہ ہونا واضح ہوچکا ہے لامھدی الا عیسٰے کو لاتے ہیں جسکی نقادان حدیث نے تضعیف کی ہے مثل محقق ابن جزری وغیرہم ایام الصلح کے ص۱۱۵ پر کتاب اقتباس الانوار کا حوالہ دیکر بدروز فرماتے ہیں جو عبارت ہے تصرف کرنے سے روح کسی کامل کی صاحب ریاضت اور مجاہدہ پر۔ اور نزول مسیح عبارت اسی بروز سے ہے مطابق حدیث لامھدی الا عیسٰے بن مریم کے یعنی روح عیسوی مہدی آخرالزمان میں جو میں ہوں متصرف ہوگی۔ انتہی الغرضہ۔

میں کہتا ہوں آپ مصنف کتاب مذکور کو جو شیخ محمد اکرم صابری ہیں اسی صفحہ میں اس طور پر

موصوف کرتے ہیں۔ کہ " از اکابر صوفیہ متاخرین بودہ میفرماید "۔ اگر فی الواقع آپکے اعتقادی
موصوف ایسے ہی ہیں تو اقتباس الانوار کے اُسی صفحہ یعنی ۵۲ پر تیسری سطر میں ملاحظہ فرمائیے کہ
حضرت شیخ محمد اکرم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد نقل اس قول کے بایں لفظ فرماتے ہیں " وایں
مقدمہ بغایت ضعیف است "۔ اور صفحہ ۴۳ اسی کتاب کے اوپر سطر دسویں میں فرماتے ہیں " وایں رد
مرقول کسے راکہ میگوید مہدی ہمیں عیسیٰ علیہ السلام است وتمسک میکند بایں حدیث کہ لامھدی
الا عیسیٰ بن مریم وجواب ایں حدیث حمل است بر حذف لامھدی بعد المھدی المشھود الذی
ھو من اولاد محمد وعلیّ علیہ السلام الا عیسیٰ علیہ السلام " انتہیٰ ۔ اور نیز قصیدہ نعمت اللہ ولی
کو جسکا نام آپنے نشان آسمانی رکھا ہے۔ مہدی وقت اور عیسیٰ کے ایک ہی شخص ہونے کی دلیل بنایا ہے
مزید برآں موجب تعجب یہ ہے کہ " مہدی وقت وعیسیٰ دوراں ہر دو را شہسوار مے بینم "۔ واؤ جو مہدی
وقت اور عیسیٰ کے درمیان ہے اُس کو واؤ تفسیر ٹھہرایا۔ اور یہ خیال نہیں فرمایا کہ دوسرے مصرعہ میں
لفظ " ہر دو را " جو واقع ہوا ہے وہ کیا کہہ رہا ہے لامھدی الا عیسیٰ کو اگر صحیح بھی مانا جائے تو بھی مرزا
صاحب کو مفید نہیں کیونکہ جب ارادہ مثیل کا ابن مریم سے بشہادت آیات قرآنیہ ممتنع ہوا تو پھر وہی
عیسیٰ بن مریم جو نبی وقت تھا مہدی بنا۔ مرزا صاحب کو کیا فائدہ؟ احادیث نزول اور
ظہور دجال اور مہدی متواترۃ المعنے ہیں مسلمانوں کو ایمان رکھنا ان کے ساتھ ضروری ہے۔ ہرگز ہرگز
کسی کے دہوکا میں نہ آنا چاہیئے۔ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۔ اور دلیل اُنکے مسیح موعود نہ
ہونے پر الہامی کلام حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی ہے (۲۲) " تب اگر کوئی تمہیں کہے کہ دیکھو مسیح یہاں
ہے یا وہاں تو یقین مت لاؤ۔ " (۲۳) " کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھیں گے اور بڑے نشان اور کرامتیں
دکھائیں گے یہانتک کہ اگر ممکن ہوتا تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے۔ " (۲۴) " دیکھو میں پہلے سے ہی کہہ چکا
ہوں " (۲۵) " پس اگر وے تمہیں کہیں۔ دیکھو وہ جنگل میں ہے تو باہر مت جاؤ۔ دیکھو وہ کوٹھڑی میں ہے
باور مت کرو " (۲۶) " کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوندتی ہے اور پچھم تک چمکتی ہے ویسا ہی انسان کے بیٹے کا آنا
ہوگا "۔ اس میں مرزا صاحب کا جواب کہ " جھوٹے مسیح پادری لوگ ہیں " نہایت ہی سست اور لچر ہے
کیونکہ جھوٹا مسیح وہ ہے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور علامات لازمہ موجود نہ ہوں خواہ
ہو یا مسلمان۔ ناظرین کو بخوبی واضح ہو چکا ہوگا کہ سب احادیث صحیحہ متواترہ اُسی مسیح بن مریم کے آنے

Marfat.com

ہے ہیں جو بنی وقت تھا۔ اور اُسکے زمانہ نزول کے علامات متذکرہ بالا ابھی موجود نہیں۔ مرزا صاحب ازالہ میں لکھتے ہیں کہ "مسلمان کم از کم میرے قول کو حسن ظن کے طریق پر ہی مان لیتے۔ جناب! ہم کو مان لینے میں کوئی عذر نہ تھا۔ اگر کتاب اللہ اور کتاب الرسول اور اجماع امت برخلاف آپکے شہادت نہ دیتے۔ آپ منانیکا انتظار نہ کیجئے تقصیر تحریف آیات واحادیث بارگاہ الٰہی سے معافکرانیکا فکر فرمائیں ابھی وقت ہے۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا۔ میں سچ کہتا ہوں آپنے معتقدوں کیلئے ایسا راستہ بتایا ہے اور اصول قائم کئے ہیں کہ ضرور ہی وجود حشر وغیرہ مواعید ربانیہ کے منکر ہو جائینگے ازالہ میں آپ یہ قول اپنے معتقدین کے بارہ میں لکھکر (کہ قریب تر بامن اور نزدیک تر بسعادت کون لوگ ہیں۔ کیا وہ لوگ جنہوں نے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا مان لیا ہے یا وہ لوگ جو منکر ہو گئے) انکو خوش تو فرمایا ہے۔ مگر آپنے انکے لئے یہ خیر وبرکت تجویز کر دی ہے۔ کہ قبل از وقوع شے اُسکے ساتھ ایمان نہ رکھنا گو کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے جنکے ہزاروں نظائر پیشینگوئیوں کے بعینہٖ اُسیطرح ظہور میں آئے بشہادت حلفی بیان فرمائیں۔ بناءً علیہ عذاب قبر وسوال منکر نکیر وحشر وغیرہ امور واجبۃ الایمان میں انکو مذبذب کر دینے کے انوار وبرکات سے افادہ بخشا ہے۔ رسولوں علیہم السلام کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں مسیح کا مکاشفہ کچھ بہت صاف نہیں تھا۔ ازالہ ص۶۹۔ یہ دخل شیطانی کلمہ کا کبھی انبیاء اور رسولوں کو وحی میں بھی ہو جاتا ہے۔ ازالہ ص۶۲۸ کچھ تعجب نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم۔ دجال۔ یاجوج ماجوج۔ دابۃ الارض۔ دجال کے گدھے کی حقیقت کاملہ اور اصلی معلوم نہ ہوئی ہو۔ ازالہ ص۶۹۱۔ میں کہتا ہوں انبیاء علیہم السلام کو وہ کالک جاتا ہے (العیاذ باللہ) مگر آپ (مرزا صاحب) کا الہام بالکل محفوظ اور قطعی ہے جن کو غیب کے مطلع کرنے پر اتنا اہتمام کیا جائے فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا۔ یعنی کلام ربانی چوکیوں پہروں سے بحفظ تام انہیں تک پہنچائی جائے۔ انکا مکاشفہ ناقص اور پر اشتباہ! اور جنکے یہ نشان نہیں انکا مکاشفہ کامل اور واضح تر۔ آپ ازالہ کے ص۱۸۱ میں فرماتے ہیں چوتھی یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندہ پر ایمان لا کر اُس سختی اور غضب الٰہی سے بچگئے جو ان نافرمانوں کے حصہ میں آئی ہے جنکے حصہ میں بجز تکذیب اور انکار کے اور کچھ نہیں۔ میں کہتا ہوں خدا تعالیٰ کا بھیجا ہوا بندہ ترجمہ ہے عبدہٗ ورسولہٗ کا۔ ہم بصدق دل پڑھتے ہیں! اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ الخ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ خاتم النبیین جانتے ہیں لہٰذا آپکو عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ موصوف بہ مجموع ہر دو صفت نہیں مانتے۔
ازالہ کے ص۱۵۵ میں آپ فرماتے ہیں! اور میرے دعویٰ کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں متصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اتر آوے۔

Marfat.com

تائیں ملزم ٹھہر سکوں۔ آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب ملکر دعا کریں کہ مسیح ابن مریم آسمان سے اُترتے دکھائی دیں
اگر کوئی کہے کہ اہل حق کی دعا اہل باطل کے مقابل پر قبول ہونی ضروری نہیں۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ ہندوؤں کے
مقابل مسلمانوں کی دعا قیامت کے بارہ میں قبول ہو کر ابھی قیامت آجائے! اسکا جواب یہ ہے کہ یہ مقرر ہے کہ
قیامت سات ہزار برس گذرنے سے پہلے واقع نہیں ہو سکتی اور ضرور ہے کہ خدا اسے رد کرے جبتک وہ ساری علامتیں
کامل طور پر ظاہر نہ ہو جائیں جو حدیثوں میں لکھی گئی ہیں لیکن مسیح کے ظہور کا وقت تو یہی ہے، اور وہ تمام علامتیں
بھی پیدا ہو گئیں جنکا مسیح کے وقت پیدا ہونا ضروری تھا۔ ازالہ ص ۴۶۳۔ ناظرین پر واضح ہو کہ یہ قول مرزا صاحب کا
کہ "مسیح کو بذریعہ دعا جلد آسمان سے اتار لو اگر سچے ہو"۔ اُسی قبیل سے ہے جو منکرین قیامت کہتے تھے کہ اگر تم سچے
ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب متحقق ہوگا۔ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ ہم کہتے ہیں کہ اسکا
علم بجز خدا جلشانہ کے اور کسیکو نہیں منکرین جب معائنہ کرینگے اُنکے منہ بُرے ہو جائینگے اور اُنکو کہا جائیگا یہ ہے وہ جسکو تم
مانگتے تھے۔ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ
هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تَدَّعُونَ ۝ اور مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ نزول مسیح کا وجود قیامت پر قیاس نہ کیا جائے۔
کیونکہ مسیح موعود آچکا اور علامات بھی موجود ہو چکے۔ مَیں کہتا ہوں ناظرین کو ماقبل سے واضح ہو گیا کہ علامات
مبینہ فی الاحادیث ظہور میں نہیں آئے اور مسیح بن مریم جو نبی وقت ہوا ہے اور جس کا وعدہ نزول کا احادیث میں مذکور ہے
وہ کہاں آیا؟ مثیل کا مراد لینا احادیث سے پہلے معلوم کر چکے ہیں کہ ہرگز نہیں ہو سکتا! اور یہ جو لکھا ہے کہ "قیامت
سات ہزار سال سے پہلے نہیں آسکتی"۔ مَیں کہتا ہوں کہ یہ سات ہزار سال کی تحدید جو آپنے لگادی یہ منافی ہے
لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ کے اور اُن احادیث کے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاعلمی بیان فرمائی اور اُس حدیث
معراج کے جس میں عیسےٰ علیہ السلام نے ذکر معاہدہ ربکا کیا۔ بخاری میں عمرؓ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہم میں کھڑے ہو کر ذکر ابتداء پیدائش سے لے کر انتہا تک فرمایا حتیٰ کہ اہل جنت کو جنت میں اور اہل نار کو نار میں داخل کر دیا۔
بایں مکاشفہ آپ قیامت کے بارہ میں اسطرح مامور ہیں۔ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ اور بجواب سوال جبرائیلؑ
یوں فرماتے ہیں۔ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ۔ کسی جگہ آپنے اس علم کا افادہ نہیں فرمایا کہ سات ہزار
سال تک تو بیشمی ہے بعد ازاں وقوع اسکا ہوگا مگر وقت معین معلوم نہیں۔ اُردو خوانوں سادہ لوحوں کو کیا
کیا دھوکے۔ کیا کیا مضامین اُلٹ پلٹ کئے ہوئے سناتے ہیں! اللہ حافظ ہو۔ اور حدیث اَلدُّنْيَا سَبْعَةُ آلَافِ سَنَةٍ
وَأَنَا فِي آخِرِهَا آلْفًا بر تقدیر صحت کے مراد آں صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے یہ ہے، کہ آدم علیہ السلام سے آجتک

Marfat.com

چھ ہزار سال پورے ہو چکے ہیں اور ساتواں ہزار شروع ہے۔ کہ میں ساتویں ہزار میں ہوں (مولانا رفیع الدین ہوی رحمۃ اللہ علیہ) اور استشہاد مرزا صاحب کا ساتھ حدیث اَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ اس کے موقوف ہے اس امر کے اثبات پر کہ ما بعد لفظ کما اور ما قبل اس کا مشارک فی جمیع الاوصاف والاحکام ہوتے ہیں ودونہ خرط القتاد۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ دیکھو آیہ کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ جو اسی حدیث میں مذکور ہے! عادہ اور بدء الخلق مغائر فی الکیفیت ہیں۔ محض بہ سبب اشتراک دونوں کے جنس قدرت میں کلمہ کما اطلاق کیا گیا! ایسا ہی حدیث شریف میں بیان اشتراک فی وصف البراۃ منظور ہے نہ فی جمیع الخصوصیات۔ اور باقی استشہادات کے اجوبہ دوسری جگہ ملاحظہ کئے جائیں۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا۔ وصل وسلم علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۵

تتمہ

یقول مصححہ الحافظ الغازی عفی عنہ الحمد لمن انعم علینا باظہار الحق فی معنی بل رفعہ اللہ الیہ علی وجہ ما جاء بہ احد فنجانا من شبہات مرزا صاحب قادیانی علی لسان العلامۃ الفاضل والولی الکامل معدن العلوم الظاہریۃ ومنبع الفیوض الباطنیۃ حاج الحرمین الشریفین سیدنا ومرشدنا سید پیر مہر علی شاہ علیہ السلام ساکن گولڑا شریف افاض اللہ علینا من برکاتہم وصلوۃ وسلاما علی من قال یَدُ اللہِ علی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔ اَمَّا بَعْدُ فقد تم بحمدہ تعالیٰ طبع الکتاب المستطاب المسمی بشمس الہدایۃ طبع اولیٰ فی شہر رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۷ من الہجرۃ النبویۃ علی صاحبہا الوف من الصلوٰۃ والاف من التحیۃ۔

تحقیق الحق فی کلمۃ الحق (مترجم) قیمت صرف تین روپے

مکتوبات طیبات قیمت تین روپے

فتاوی مہریہ قیمت تین روپے

Marfat.com

اعلان

اکثر علمائے عظام نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے عقائد شنیعہ کی تردید میں بہت عمدہ عمدہ کتابیں تصنیف فرمائیں۔ بلکہ کئی اور ذریعوں سے بھی اپنے سچے دین محمدیہ کی حمایت کرکے مسلمانوں کو قادیانی صاحب کے مصنوعی الہاموں وغیرہ دھوکوں سے بچاکر مستفید فرمایا۔ مگر بخیال بندہ آیت کریمہ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور ایسے ہی بعض دیگر مقامات کی پورے طور سے مفصل کسی صاحب نے تشریح نہیں فرمائی تھی۔ جس کیلئے میں نے اور میرے چند احباب نے عالیجناب مولینا و مرشدنا جناب سیّد حضرت خواجہ پیر مہر علیشاہ صاحب دام فیوضہم کی خدمت بابرکت میں اس پر کچھ لکھنے کے واسطے عرض کی۔ چنانچہ حضرت صاحب موصوف نے نہایت مہربانی سے بہ نظر فائدہ اسلام قبول فرماکر اردو میں مطابق قرآن کریم وحدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یہ رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام شمس الہدایۃ فی اثبات حیات المسیح رکھا گیا۔ پس اہل انصاف و اسلامی ہمدردوں سے اُمید کی جاتی ہے۔ کہ وہ ضرور اسے ملاحظہ کرنے کے بعد اپنے سچے عقیدہ محمدیہ پر اپنی محبت و حمایت کو قائم رکھیں گے۔ مگر مرزا صاحب قادیانی کا راہ راست پر آنا بوجہ ان کے اپنے عجوبہ الہامات کے مشکل معلوم ہوتا ہے وہ بیچارے اب اپنی ہٹ دھرمی سے بھی مجبور ہیں۔ خداوند کریم ان پر رحم فرماوے ۔

مرزا صاحب یا ان کا کوئی رفیق رسالہ ہذا کا جواب لکھنا چاہے تو بے شک لکھے۔ مگر تہذیب اور قرآن کریم وحدیث شریف کی پابندی اس پر ضروری اور لازم ہوگی ۔

خادم اسلام

مولوی محمد غازی عفی عنہ حال وارد لاہور

اللھم اغفر لکاتبہٖ

قاضی محمد نور عالم عفی عنہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں بلا اجازت کوئی نہ چھاپے

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا

ہدیہ العجالہ من تصنیف

نبیۃ المحققین وئیس العارفین مولانا حضرت

خواجہ سید پیر مہر علیشاہ قدس سرہٗ

المشتہر

شمس الہدایۃ

فی اثبات

حیات المسیح

اس رسالہ میں آیۃ مذکورہ سے مرفوع ہونا مسیح علیہ السلام کا آسمان پر بجسدہ العنصری قطعی طور پر ثابت کیا گیا ہے جسمیں بغیر رفع جسمی کے اور کوئی احتمال نہیں بن سکتا اور استشہادات مرزا صاحب سے بطریق ادب جواب دئے گئے ہیں

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

1946

از تصنیف حضرت صاحبزادہ غلام معین الدین شاہ صاحب

(سعد اینڈ مدثری پریس راولپنڈی میں طبع ہوا)

Marfat.com